ڈاکٹر ظفر احمد ظفر

عبدالعزیز خالد کے دو غیر مطبوعہ خطوط

عبدالعزیز خالد سے میرا تعارف لاہور سے نکلنے والے ادبی جریدے "سیارہ" کے ذریعے ہوا۔ ان کے تخلیقی اور تحقیقی فن پارے انفرادیت کے حامل ہوتے تھے۔ ازاں بعد اُن کے شاگرد ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر نے ان کے علمی مرتبے اور مقام سے آگاہ کیا تو اُن سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے اُنھیں ٹیلی فون کیا۔ ٹوٹے لفظوں اور بے ربط جملوں پر مشتمل میرے استفسارات کا اُنھوں نے محبت کے ساتھ جواب عنایت کیا۔ اُن کے جچے تلے لفظ اور جملے آج بھی میری یاد سے محو نہیں ہوئے ہیں۔ میں نے خط لکھا اور اُس کے اندر جوابی لفافہ ڈال دیا۔ اُنھوں نے جوابی لفافہ واپس کر دیا اور اپنے لفافے میں خط کا جواب دیا۔ میں اُنھیں صرف دو خط لکھ سکا۔ افسوس کہ مراسلت کا یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکا۔ ٹوٹے پھوٹے سوالات تو بے شمار تھے لیکن آج کل کی افراتفری نے لکھنے سے باز رکھا۔ کئی بار ارادہ کیا کہ لاہور جاؤں اور اس عالم بے بدل سے شرف ملاقات کی سعادت حاصل کروں لیکن میرے لیے وہ لمحے مقسوم نہ تھے۔

میرے پاس اُن کے دو خط محفوظ تھے۔ خط نہایت اہم تحقیقی ماخذ ہوتا ہے۔ اگر ضائع ہو جائے تو اس نقصان کی تلافی ممکن نہیں ہوتی اس لیے اسے محفوظ کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

(۱)

۳۰ رجون ۲۰۰۸ء

ظفر صاحب! سلام و رحمت

قمیص ا۔ اکثر بے پڑھے لکھے لوگ کمیز یا قمیض بولتے ہیں۔ صحیح لفظ قمیص ہے۔ قرآن مجید کی سورۂ یوسف (۱۲) میں لفظ "قمیص" ان چھ [چھے] آیتوں میں آیا ہے۔ ۱۸، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۹۳

شاہ ولی اللہ۲ نے اپنے فارسی ترجمے میں اسے قمیص ہی لکھا ہے۔ مگر ان کے فرزندوں شاہ عبدالقادر۳ اور شاہ رفیع الدین۴ نے اور ان کے تتبع میں معدودے چند ترجموں کو چھوڑ کر سب نے اس کا ترجمہ "کُرتا" کیا ہے۔ اس کے مذکر اور مؤنث ہونے میں اختلاف ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک بعض اہل قلم اسے مذکر ہی لکھتے تھے۔ فی زمانہ مولانا مودودی۵ نے "تفہیم القرآن"۶ میں ترجمہ تو "قمیص" [کذا۔ ہی] میں کیا ہے مگر اسے مذکر لکھا ہے۔ لیکن اب بالاتفاق یہ تانیث اور ص کے ساتھ ہی مستعمل ہے۔

غلط العام۷: وہ غلط لفظ یا ترکیب جسے غلط ہونے کے باوجود فُصحا نے جائز قرار دے دیا اور پڑھے لکھے لوگوں نے قبول کر لیا ہو۔

غلط العوام: وہ غلطی جو عوام اور جُہلا اپنی جہالت، بے علمی اور ناواقفیت کی وجہ سے کرتے ہیں اور جسے سند اور اعتبار کا درجہ حاصل نہ ہو۔

عُشر۸۔ (عدد کسری) ۱/۱۰ عُشرِ عَشیر: ۱/۱۰ × ۱/۱۰ = ۱/۱۰۰۔ کسی چیز کا سوواں حصہ

عَشیر۔ (عدد کسری) ۱/۱۰ جزوِ قلیل۔ رتّی بھر۔ شمّہ بھر۔ ذرا سا

عَشر۔ عَشَر: دس

عَشَرہ۔ عَشَرہ: دس عَشَرہ مُبَشَّرہ۔ عَشَرۂ مُحرّم۔ تِلکَ عَشَرۃٌ کامِلۃ، عَشَرۂ اوّل، عَشَرۂ ثانی (مہینے کا)، عَشَرہ کلمات۔ دس احکامِ

موسوی Ten Commandments
۹ گوجریاں دودھ اور دہی لے کر گلی گلی پھرا کرتی اور یہ آواز لگاتی تھیں: لیھو (لیو) دہی، لیھو (لیو) دہی! اس پر امیر خسرو نے یہ رباعی کہی:

گُجری؛ تُو کہ در حسن و لطافت چو مَہی — ایں دیگِ دہی برسرِ تو چترِ شہی
از ہر دو بست قند و شکر می ریزد — ہر گاہ بگوئی کہ: دہی لیبو دہی!

(ہندوستان کی قدیم زبان کھاری تھی۔ آریہ اثرات نے اس میں برج بھاشا اور سنسکرت کا اضافہ کیا۔ اس کے بعد تلنگی، مرہٹی، گجراتی وغیرہ صوبائی زبانیں شامل ہوئیں۔ اور بعدہٗ عربی، فارسی، ترکی زبانوں کے اختلاط سے یہ زبان اُردو کہلائی۔ ''حیاتِ امیر خسروؒ'' ۔نقی محمد خاں خورجوی)

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ والسّلام

خاکسار

خالد

لاہور، ۳۰/ جون ۲۰۰۸ء

(۲)

۸/ جولائی ۲۰۰۸ء

ظفر صاحب!

آپ کو روزمرّہ، محاورات اور ضرب الامثال سے بہت دل چسپی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے لیے آپ یہ کتابیں کہیں سے حاصل کر کے دیکھیں اور اگر ممکن ہو تو مستقل طور پر اپنے پاس رکھیں ؎!

۱۔ مخزنِ محاورات۔ منشی چرنجی لال۔ مقبول اکیڈمی، ۱۹۹ اسرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور۔

۲۔ مرقّعِ اقوال و امثال۔ سیّد یوسف بخاری دہلوی۔ انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی۔

۳۔ لغاتِ روزمرّہ۔ شمس الرحمٰن فاروقی۔ سٹی پریس بک کلب۔ ۳۱۶ مدینہ سٹی مال، عبداللہ ہارون روڈ۔ صدر کراچی۔ ۷۴۴۰۰۔

۴۔ قصّہ طلب ضربُ الامثال۔ خواجہ عبدالمجید دہلوی۔ اُردو بازار۔

۵۔ فرہنگِ امثال۔ سید مسعود حسن رضوی، ادیب۔

۶۔ اُردو میں کہاوتیں۔ ڈاکٹر یونس اگاسکر۔

۷۔ اُردو تلمیحات۔ نجمہ اشتیاق۔

۸۔ سرگذشتِ الفاظ۔ احمد دین وکیل، غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔

۹۔ صحتِ الفاظ۔ سید بدر الحسن، فیروز سنز، لاہور۔

۱۰۔ اُردو میں عربی اور فارسی الفاظ و مرکبات، پروفیسر قیوم ملک، مکتبہ کارواں کچہری روڈ لاہور۔

''مقتدرہ قومی زبان''، اسلام آباد سے بھی اس سلسلے میں آپ رجوع کر سکتے ہیں۔

''فی زماننا'' ۲ کو اہلِ اُردو نے مخفف کر کے ''فی زمانہ'' بنا کر اپنے مزاج کے مطابق ڈھال لیا ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں: ہمارے زمانے میں۔ اس دور میں۔ عصرِ حاضر میں۔ آج کل۔ مجھے ''فی زمانہ'' ہی لکھنا چاہیے تھا۔ لیکن غالباً جو میں کہنا چاہتا تھا، وہ ''فی زمانہ'' سے پورے طور پر واضح نہیں ہوتا تھا۔ میں کہنا چاہتا تھا کہ گزشتہ دور میں امیر مینائی ۳ کے تلامذہ جلیل ۴ اور جلال ۵ ہی اسے مذکر استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ اب بھی کچھ لوگ اسے مذکر ہی سمجھتے ہیں۔ مثلاً سیّد مودودی وغیرہ

نَشْأۃِ ثانیہ ۶ : ثانی

وہ بھی ہے سیماب اک دورِ تسلسل کی کڑی
حشر میری زندگی کی نشأ ۃ ثانی نہیں

کچھ اہلِ لغات نے اسے نشأت بھی لکھا ہے۔ قرآنِ مجید میں یہ لفظ تین جگہ آیا ہے۔

۲۹:۲۰: فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ (پیدائش باز پسیں، پچھلی پیدائش، پچھلا اٹھان)

۴۷:۵۳: وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى (پیدا کردنِ دیگر۔ دوبارہ اٹھانا)

۶۲:۵۶: وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى (آفرینشِ نخستیں)

میرے خیال میں قرآن مجید کے مطابق اسے نَشْأۃ میں لکھنا مناسب ہے۔

آپ نے اقبال پر مقالہ لکھا ہے۔ کیا آپ اس کے فارسی کلام کو سمجھتے ہیں۔ ۷ غالب کی طرح وہ بھی یہی کہتا ہے:

فارسی بیں تا بہ بینی نقشہائے رنگ رنگ۔ خاکسار خالد

لاہور ۸ جولائی ۸۰ء

حواشی

خط نمبر ۱

۱ میں نے اُن سے پوچھا ''قمیض'' اور ''قمیص'' میں سے صحیح لفظ کیا ہے۔ اُنھوں نے حوالوں کے ساتھ جواب عنایت کر دیا۔

۲ شاہ ولی اللہ (۱۷۰۳ء۔۱۷۶۲ء) عالم دین، مترجم، مفسر قرآن۔ آپ کے والد شاہ عبدالرحیم ایک جید عالم تھے اور درس و تدریس اُن کا خاص شغل تھا۔ شاہ ولی اللہ کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی۔۔۔ والد کی وفات پر سترہ برس کی عمر میں مسند سنبھالی۔۔۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن پاک اور علوم قرآنی کی اشاعت ہے۔ ۱۷۳۷ء میں آپ نے قرآن پاک کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا اور اس پر سیر حاصل مقدمہ لکھا۔۔۔ اس کے علاوہ فقہ، اجتہاد اور تصوف پر متعدد کتابیں لکھیں (اردو انسائیکلوپیڈیا، فیروز سنز، لاہور، طبع سوم، ص ۶۳۴)۔ تفصیلی مطالعے کے لیے دیکھیں، ''اُردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ'' جلد ۲۳ شعبہ اردو، دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، طبع دوم ۲۰۰۲ء ص ۳۹ تا ۴۷۔

۳۔ شاہ عبدالقادرؒ (۱۱۶۷ھ۔۱۲۳۰ھ) شاہ ولی اللہ کے تیسرے صاحب زادے تھے۔ ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی، علم فقہ اور حدیث میں کمال حاصل تھا۔ گوشہ نشینی شروع ہی سے پسند خاطر تھی اس لیے دہلی کی اکبرآبادی مسجد کے ایک حجرے میں تمام عمر گزاری آپ پہلے شخص ہیں جنھوں نے قرآن پاک کا بامحاورہ اردو ترجمہ کیا اور اس کا نام موضح القرآن رکھا جو ۱۷۹۱ء بمطابق ۱۲۰۵ھ میں مکمل ہوا۔ یہ ترجمہ مفصل اور محشی ہے اس لیے مطالب قرآن کو بھی اچھی طرح سے واضح کرتا ہے اور اردو کی بھی ایک بلند پایہ تصنیف سمجھا جاتا ہے۔ دہلی میں وفات پائی (اردو انسائیکلوپیڈیا، فیروز سنز، لاہور، طبع سوم، ۱۹۸۴ء، ص ۶۳۳۔)

۴۔ شاہ رفیع الدینؒ (۱۷۴۹ء۔۱۸۱۷ء) مفسر و محدث۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دوسرے صاحب زادے، عالم متبحر، درویش سیرت بزرگ اور بلند پایہ مفسر و محدث تھے۔ قرآن پاک کا (ترجمہ اردو ۱۸۳۹ء) اور تفسیر ان کی یادگار ہے (اُردو انسائیکلوپیڈیا یا فیروز سنز لاہور طبع سوم، ۱۹۸۴ء، ص ۶۳۲)۔ تفصیلی مطالعے کے لیے دیکھیں ''اُردو دائرۂ معارف اسلامیہ'' جلد ۱۰، ۱۹۷۳ء، ص ۳۱۸ تا ۳۲۰۔

۵۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی کا تعلق سادات اہل بیت کی معروف شاخ سلسلۂ مودودی سے تھا۔ ان کے جدّ امجد خواجہ قطب الدین مودود چشتی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی (اجمیری) کے پردادا پیر تھے۔ خواجہ اجمیری کے شیخ حضرت عثمان ہارونی، ان کے شیخ حضرت جامی شریف زندانی اور ان کے شیخ قطب الدین مودود چشتی تھے۔ اس طرح خواجہ مودودؒ برعظیم میں سلسلہ چشتیہ میں خاندان مودودیہ کے مورثِ اعلیٰ تھے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ولادت ۳ رجب المرجب ۱۳۲۱ھ مطابق ۲۵ دسمبر ۱۹۰۳ء کو اورنگ آباد (دکن) میں ہوئی۔۰۰۰ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔۰۰۰، ۱۹۱۸ء میں ۱۵ برس کی عمر میں اخبار نویسی کے میدان میں قدم رکھا۔

مودودی صاحب ایک اعلیٰ پائے کے منتظم عالم دین، صحافی، انشا پرداز اور اسکالر تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا اُن کی بہ کثرت کتابیں اور سیکڑوں مضامین، اداریے اور خطوط آج بھی فروغ علم میں بے حد معاون ہیں۔ آپ کا انتقال ۲۳ ستمبر ۱۹۷۹ء کو لندن میں ہوا۔ ''مولانا مودودی کی نثر نگاری'' از ڈاکٹر امتیاز احمد (ادارۂ معارفِ اسلامی، لاہور، ۲۰۰۷ء) سے مستفاد۔

۷۔ میں نے استفسار کیا کہ ''غلط العام'' اور ''غلط العوام'' میں فرق واضح کریں۔

۸۔ میں نے پوچھا عُشرِ عشیر عام استعمال ہو رہا ہے۔ حالاں کہ یہ لفظ عُشر سے ہے۔ کیا عُشر عشیر غلط العام ہے یا غلط العوام..........؟

۹۔ اُردو کے عہد بہ عہد ناموں میں ایک نام ''گوجری'' بھی ہے۔ اس کا ثبوت یا سند کے حوالے سے استفسار کیا گیا تھا۔

خط نمبر ۲

۱۔ میں نے بہت سے محاورات اور ضرب الامثال کے پس منظر کے حوالے سے خط لکھا تھا، جیسے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے، بیڑا اُٹھانا، گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔ میرا سوال یہ تھا کہ محاورات اور ضرب الامثال صدیوں کے تجربات اور

اجتماعی دانش کا نچوڑ ہوتے ہیں۔کیا ان میں سے ہر ایک کا پس منظر معلوم کیا جا سکتا ہے۔اس پر اُنھوں نے کتابوں کی ایک طویل فہرست لکھ بھیجی۔

۲۔ آپ نے جوابی خط میں فی ''زمانتاً'' استعمال کیا، میں نے پوچھا فی زمانہ اور فی زمانتاً میں کیا فرق ہے؟

۳۔ امیر مینائی (۱۸۲۹ء۔۱۹۰۰ء) جامع کمالات تھے۔وہ شاعر، تذکرہ نگار اور لغت نویس کی حیثیت سے معروف ہیں۔''زبان'' کے مسائل اور لغت نویسی سے انھیں خاص شغف تھا افسوس کہ ان کے اخلاف کی وجہ سے ان کے کام منظر عام پر نہیں آ سکے۔ڈاکٹر رؤف پاریکھ لکھتے ہیں کہ''فارسی اور اُردو نظم و نثر میں مختلف اصناف کی کم و بیش پچاس (۵۰) کتابیں امیر کے قلم سے نکلیں۔لیکن امیر کو لغات اور لفظیات سے زیادہ دل چسپی تھی۔''اس حوالے سے امیر اللغات کی صرف تین جلدیں شائع ہو سکیں بقیہ غیر مطبوعہ ہیں، امیر اللغات کے علاوہ یہ علمی کام بھی غیر مطبوعہ ہیں۔ان میں بہار ہند، سرمۂ بصیرت، معیار اغلاط محاورات و مصادر، فرہنگ محاوراتِ اردو، لغات اردو کی فارسی شرح گنجینۂ قوافی، جانِ تاریخ، رسالہ بحثِ اعداد حروف تہجی تفصیلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ کیجیے۔مقالہ''امیر مینائی کی ایک غیر مطبوعہ مثنوی، کبوتر نامہ'' از ڈاکٹر ظفر اقبال۔''امیر مینائی کی لغت نویسی اور اصول تحقیق'' از ڈاکٹر رؤف پاریکھ اور''امیر مینائی کی تاریخ گوئی'' از ڈاکٹر ابرار عبدالسلام مشمولہ''تحقیق'' شمارہ ۱۹ (جلد ۱۸، شمارہ ۱۔جنوری۔جون ۲۰۱۰ء)۔

۴۔ فصاحت جنگ حافظ جلیل حسن مانک پوری، اودھ کے مشہور قصبہ مانک پور ضلع پرتاب گڑھ میں ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے۔جلیل کی عمر ۲۰ سال کے قریب تھی جب انھوں نے امیر مینائی کی شاعرانہ عظمت سے متاثر ہو کر انھیں خط لکھا جس میں ڈاک کے ذریعے ان سے اصلاح لی۔آخر کار ۱۸۹۰ء میں امیر کی امیر اللغات کی ترتیب و تدوین کا کام زور شور سے جاری تھا۔جلیل کو قدرت نے استاد کے ساتھ قیام کرنے اور اکتساب علم و فن اور ان کی صحبتوں سے استفادہ کرنے کا موقع فراہم کر دیا تھا انھوں نے فن عروض اور نکات شاعری میں ان سے خوب فیض اٹھایا۔ان کی بعض کتابیں مثلاً''تذکیر و تانیث''، ''سوانح امیر مینائی''، قصیدہ ورباعی''، ''سرتاج سخن''،''تاریخ دکن''،''معیار اردو'' اور''روح سخن'' معروف ہیں۔(عرفان عباسی کی کتاب''دبستان امیر مینائی''، نسیم بک ڈپو، لکھنؤ، ۱۹۸۵ء، ص ۱۴۱ تا ۱۴۵) سے مستفاد۔

۵۔ جلال (۱۸۳۴ء۔۱۹۰۹ء) وہ پہلے ہلال کے بعد میں اشک کے شاگرد ہوئے۔جو ناسخ لکھنؤی کے شاگرد تھے۔جلال لکھنؤ کی معیاری زبان کے مستند ماہر اور عروض کے کامل الفن استاد سمجھے گئے۔آپ کی''زبان'' کے حوالے سے کئی تصانیف اہمیت کی حامل ہیں ان میں یہ چار معروف ہیں۔رسالہ''تذکیر و تانیث''، (یہ رسالہ بعد میں''مفید الشعرا'' کے نام سے شائع ہوا)''افادۂ تاریخ''،''سرمایۂ زبان اردو''،''تنقیح اللغات''،''قواعد المنتخب''(تفصیلی مطالعے کے لیے دیکھیں:''جلال لکھنوی'' از ڈاکٹر محمد حسن، انجمن ترقی اردو، پاکستان، کراچی، ۱۹۵۶ء۔

۶۔ پی ایچ۔ڈی کے لیے میرے مقالے کا موضوع''اقبال اور ملی نشاۃ ثانیہ'' تھا۔رشید حسن خاں اور ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نشاۃ کو نشات لکھتے ہیں۔مجھے یکسوئی نہیں ہو رہی تھی۔خالد صاحب نے قرآنی املا کی دلیل دے کر بقیہ دلائل کی سند مشکوک بنا دی۔اُنھی کی ہدایت کی روشنی میں، میں نے مقالے پر نشاۃ ہی لکھا۔

۷۔ کاش اُن کے معیار کے مطابق فارسی کلام میں دسترس حاصل ہو جائے۔

فہرست اسناد محولہ:

۱۔ ''اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ''، جلد۲۳، دائرہ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، دوسری اشاعت، لاہور۔

۲۔ احمد امتیاز، (۲۰۰۷ء) ''مولانا مودودی کی نثر نگاری''، ادارۂ معارفِ اسلامی، لاہور۔

۳۔ حسن، محمد، (۱۹۵۶ء)، ''جلال لکھنوی''، انجمن ترقی اردو، کراچی، پاکستان۔

۴۔ عباسی، عرفان، (۱۹۸۵ء)، ''دبستانِ امیر مینائی''، نسیم بک ڈپو، لکھنؤ۔

۵۔ فیروز سنز، (۱۹۸۴ء)، ''اردو انسائیکلوپیڈیا''، تیسری اشاعت، فیروز سنز، لاہور۔